رالف رسل

شادم از زندگیِ خویش

مجھے افسوس ہے کہ AUS کے پچھلے شمارے کے لیے ''شادم'' کی کوئی قسط نہیں لکھ سکا۔ دوسری مصروفیتوں نے فرصت ہی نہیں دی۔ اب بہت کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے لیکن اس وقت اتنی ساری باتیں لکھنا میرے لیے ممکن نہیں۔ اس لیے صرف ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جو شاید قارئین کے لیے دلچسپ ہو۔

کچھ سال پہلے مجھے ایک صاحب مشکور حسین یاد کا ایک خط ملا۔ میں انھیں نہیں جانتا تھا، نہ میں نے کبھی ان کا نام سنا تھا۔ خط میں لکھا تھا کہ اگرچہ ہماری ملاقات نہیں ہوئی، آپ سے ایک طرح کا رشتہ ہے کیونکہ عبادت بریلوی جو آپ کے پرانے دوست تھے، میرے استاد تھے۔ پھر انھوں نے لکھا کہ میں نے غالب کے اشعار کی شرح لکھی ہے اور اس کا عنوان رکھا ہے ''غالب بوطیقا''۔ فوراً میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ یہ صاحب اپنے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتے ہوں گے۔ مغربی ادبی تنقید میں ایک کلاسیکی کتاب ہے جسے انگریزی میں *Aristotle's Poetics* کہتے ہیں۔ اس کتاب کو عربی، اردو اور فارسی میں ''بوطیقا'' کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید یاد صاحب اپنی شرح کو اسی پائے کی کتاب سمجھتے ہیں۔

خط میں دو اور خاص باتیں بھی لکھی تھیں۔ پہلی یہ کہ خلیفہ عبدالحکیم نے غالب کے ایک شعر کے بارے میں کہا ہے کہ اس شعر میں کوئی خاص خوبی نہیں ہے۔ شعر یہ تھا:

تھیں بنات النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں
شب کو ان کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہوگئیں

یاد صاحب نے کہا کہ خلیفہ عبدالحکیم کو یہ شعر اس لیے اچھا نہیں لگا کہ اس میں عریانی کا ذکر ہے۔

دوسری بات یہ تھی کہ یاد صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ انھوں نے تمام جدید انگریز نقادوں کی ہر کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ میں نے ان کے خط کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا خلیفہ عبد الحکیم نے یہ کہا ہے کہ انھیں عریانی کے ذکر پر اعتراض ہے اور اس لیے غالب کا یہ شعر انھیں پسند نہیں آیا۔ میں یہ

اس لیے پوچھ رہا ہوں کہ مجھے بھی اس شعر میں کوئی خاص خوبی نظر نہیں آتی، حالانکہ مجھے عریانی کے ذکر پر کوئی اعتراض نہیں۔

پھر میں نے لکھا کہ آپ نے بہت سارے نقادوں کے نام گنائے ہیں لیکن میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو ان سے اتفاق ہے اور اگر ہے تو کیوں۔ اسی طرح اگر آپ کو ان کی بعض باتوں سے اختلاف ہے تو کیوں۔

میرے اس خط کے جواب میں یاد صاحب نے سخت ناخوشی کا اظہار کیا۔ مجھے اس پر کوئی تعجب نہیں ہوا کیونکہ ایک عرصے سے میرا تجربہ یہ بتاتا تھا کہ جب لوگ اپنی شاعری یا مضامین کے بارے میں میری ''قیمتی رائے'' پوچھتے ہیں تو وہ صرف اپنی تعریف سننا چاہتے ہیں۔ اگر میں تعریف نہ کروں تو میری رائے ''قیمتی'' نہیں رہتی۔ لہٰذا یاد صاحب کی ناخوشی پر مجھے کوئی تعجب نہیں ہوا۔ البتہ جس سختی سے انھوں نے لکھا اس پر تعجب ضرور ہوا اور ہنسی بھی آئی۔ انھوں نے میرے ایک سوال کا بھی جواب نہیں دیا، بلکہ لکھا کہ آپ کو اردو نہیں آتی اور میں دعا کروں گا کہ آپ کو اردو آ جائے۔ میں نے جواب دیا کہ میں آپ کی دعا کے لیے شکرگزار ہوں لیکن وہ دعا غالب کی اس دعا کی طرح ہوگی کہ ''عمرِ خضر دراز۔''

اس کے بعد انھوں نے مجھے خط نہیں لکھا لیکن معین الدین شاہ صاحب مرحوم کے رسالے ''اردو ادب'' کو خط لکھا جس میں انھوں نے کہا کہ رالف رسل کو صرف اتنی اردو آتی ہے کہ وہ مبتدیوں کو پڑھا سکیں، اور غالباً میں پہلا آدمی ہوں جس نے اس بات کا اعلان کیا ہے۔ مزید یہ لکھا کہ میں ''ریڈر ریسپانس تھیوری'' ("reader response theory") کا قائل ہوں اور ہر نئے نقاد کی تصنیف جیسے ہی شائع ہوتی ہے پڑھ لیتا ہوں۔

(''دی ریڈر ریسپانس تھیوری'' اصل میں تھیوری یا نظریہ کہلانے کی مستحق نہیں۔ سب جانتے ہیں کہ جب آدمی کوئی شعر پڑھتا ہے تو اس کا اس پر ایک خاص اثر پڑتا ہے جو دوسروں پر شاید نہ پڑتا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ ''ریڈر ریسپانس تھیوری'' کے مطابق شعر کا مطلب صرف وہی ہے جو پڑھنے والا سمجھتا ہے۔ ظاہر ہے یہ صحیح نہیں۔ پڑھنے والے کو یہ بھی چاہیے کہ سوچے کہ شاعر کیا کہنا چاہتا تھا۔)

شاہ صاحب نے اس ''ریڈر ریسپانس تھیوری'' کا مذاق اڑایا اور لکھا کہ قرآن شریف کے وہ الفاظ جن کی بنا پر احمدی سمجھتے ہیں کہ ان کے عقائد درست ہیں تو واقعی ان کا مطلب یہی ہے۔

[مسلسل]